

جہاں میں ہے اللہ

اللہ یومئذ یخبر عنکم انکم کانتون
ان فیہ من لیس فیہ عسیر یبغثک
ما مکتوبہ

تارکاً پندہ
لفظ قادیان



لفظ قادیان

روزنامہ

THE DAILY

ALFAZL QADIAN.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر
غلام نبی
تربیل زر
بنام منجر روزنامہ
لفظ قادیان

شرح چند
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی
ماہانہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ تیرن روپے

جلد ۲۲ مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ یوم شنبہ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۶ء نمبر ۲

المنہج

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضروری ہے کہ امام کی اطاعت پورے جوش و اخلاص کے ساتھ کی جائے

قادیان ۲ جولائی - آج سات بجے شام سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ بصرہ حضرت بزرگیہ مورخہ سالہ سے واپس تشریف لائے۔ معلوم ہوا ہے کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت امہ المحفیظہ سلیم صاحبہ کی طبیعت کسی قدر علیل ہے۔ احباب و غائے صحت فرمائیں۔
آج منسوب کے بعد تیس ارشاد کا جلسہ ہوا جس میں تیس دوستوں نے انگریزی زبان میں پانچ پانچ منٹ تقریریں کیں۔
افسوس - آج مستری دین محمد صاحب کا نہ جوان لڑکا بعمر ۱۸ سال پاؤں میں کس سے زخم لگے۔ اور پھر موتیہ کا حصہ ہونے کی وجہ سے فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گر تار کیا گیا۔ تو پطرس بیبہ اعظم الحارین نے اپنے آقا اور شہر کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجی۔ اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے ساتھ جو صحابہ و دفاع کا فرزند تھا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا۔ یہاں تک کہ عزیز و عزیز چھوڑ دیا۔ اپنے املاک و سہاویہ اور اہل بیت کو گم ہو گئے۔ اور باوجود آپ کی خاطر جان تک سے تامل اور افسوس نہیں کیا یہی سزا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو آفرین کرنا چاہا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو کسی ایسی کی قدر اور مرتبہ کے موافق کیا۔ جو ششماہی سے ماوراء وہ دنیا داری اور صدق کا نمونہ دیکھتے ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلا تا ہوں۔ نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پیچھے اپنی بہت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے۔ اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت، طیار نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے واسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشائخ اور مصائب اٹھانے پڑے۔ ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری (ورسہ) دلی بھی تھی۔ چنانچہ جب ان کو

۱۰ اگست ۱۹۳۶ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قادیان دارالامان مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

جماعت احمدیہ اور ملکی سیاست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم و ارشاد امیر المومنین کے ارشاد میں

کوئی تفت و نہیں

جماعت احمدیہ مذہبی جماعت ہے اور اس کے پیش نظر دنیا کی مذہبی اور روحانی اصلاح کا مقصد ہی ہے۔ لیکن جہاں جہاں دنیا کی شدید مٹی لفت کے جماعت احمدیہ کا قدم مذہبی میدان میں آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ اور باوجود بے سروسامانی کے اسے ترقی پر ترقی حاصل ہوتی گئی۔ اور دنیا نے خوب اچھی طرح دیکھ لیا۔ کہ مذہبی رنگ میں اس کا مقابلہ کرنا اور اس پر غالب آنا محال ہو گیا ہے تو ایک طرف تو بعض حکام نے اور دوسری طرف ان کے کارکنوں کو لوگوں سے بیک وقت سیاسی پیکر سے حکم کر دیا۔ اس پر جماعت احمدیہ کو اپنے سیاسی اور ملکی حقوق اور مفادات کی حفاظت کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ لیکن باوجود اس کے کہ زبردست سیاسی طاقتوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی پوزیشن نہایت ہی نازک تھی۔ اور سے پھر بھی جماعت احمدیہ کے امام حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تھامس نے یہ گوارا نہ فرمایا۔ کہ جماعت احمدیہ ایسی خطرناک حالت میں بھی ایک طرفہ العین کے لئے دنیا کی مذہبی اصلاح کے مقصد کو اپنی آنکھوں سے اوجھل ہونے دے۔ اور کاپیہ سیاسیات میں نہ لگے۔ بلکہ اپنے حقوق و مفادات کی سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے اور سیاسی حلوں کے ان دفاع کے لئے ایک جماعت مختصہ میں ہونے چاہئے۔ چنانچہ آل انڈیا نیشنل لیگ کے نام سے

ایک جمعیت قائم ہو گئی۔ اور اسے یہ ہدایت دے دی گئی۔ کہ سیاسیات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء اور سلسلہ کی روایات کو ملحوظ رکھنا اس کا فرض ہو گا۔

مخالفین اور منافذین کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی تعداد ہی کتنی ہے۔ لیکن اس میں سے بھی صرف ایک حصہ کو سیاسیات میں حصہ لینے۔ اور سیاسی رنگ میں نقصان رساں عنصر کا مقابلہ کرنے کے لئے مخصوص کر دینے سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو اس کے لئے انتہائی طور پر مجبور کر دیا گیا۔ ورنہ وہ تو اب بھی اپنی جانتی ہے۔ کہ اس کا ایک ایک فرد اور ایک ایک پیسہ دنیا کی مذہبی اصلاح کے لئے وقف ہو۔ اور اسی کو وہ اپنی زندگی کا اصل مقصد اور مدعا سمجھتی ہے۔ لیکن جب ای لوگوں کی طرف سے اس کے رستہ میں روڑا اٹھایا جائے جو سیاسیات کے میدان کے کھلاڑی کہلاتے ہیں۔ اور ان کی یہ کوشش ہو۔ کہ اسے اپنی طاقت اور قوت سے کچل کر رکھ دیں تو اس کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اس پہلو سے اپنی حفاظت کا انتظام کرے۔

پس ہمیں جب تک سیاسی مشکلات میں مبتلا نہیں کر دیا گیا۔ سیاسی رنگ میں ہمارے حقوق اور مفادات کو خطرہ میں نہیں ڈال دیا گیا۔ سیاسی قوت اور طاقت کو ہمارے

خلاف استعمال نہیں کیا گیا۔ ہماری جماعت کے کسی حصہ کو بھی سیاسیات میں اس طرح حصہ لینے کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی۔ لیکن جب وہ صورت حالات پیدا کر دی گئی جس کا اشارہ آد پر ذکر کیا جا چکا ہے۔ تو ہمیں بھی مجبور ہونا پڑا۔ کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اپنا رستہ بنانے کا انتظام کریں۔ ان حالات میں کوئی صحیح الدماغ انسان نہیں کہہ سکتا۔ کہ جماعت احمدیہ نے مذہب کو چھوڑ کر سیاست کو اپنا منہٹا حیات بنایا ہے۔ اور نہ کوئی سمجھدار یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ نے اس مسلک سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ جو بانی سلسلہ احمدیہ نے تجویز فرمایا۔

لیکن انہوں نے اس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل بعض لوگ آنکھوں پر قصب اور کینہ کی پٹی رکھ کر آل انڈیا نیشنل لیگ کی سرگرمیوں کے متعلق نہایت دیدہ دلیری سے یہ دونوں نتائج اخذ کر رہے ہیں اور اخبار احسان "تو اس غم داندہ میں ہلکان ہوتا جا رہا ہے۔ کہہ۔" مرزائے قادیانی کے دین پر وقت کی رفتار نے بہت عجلت پائی ہے۔ اور "مرزائے قادیانی کے دین میں تازہ ترمیم" ہو گئی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور سرسراہٹ ہو گیا ہے۔ "احسان"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں سے بعض ایسے فقرات پیش کر کے جن میں حکومت کی خیر خواہی۔ اور وفا شادمانی کا ذکر ہے۔ یہ ثابت کر کے نام کوشش کر رہے ہیں کہ آل انڈیا نیشنل لیگ کو سیاسیات میں حصہ لینے کی اجازت ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایڈا اللہ تھامس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے خلاف اقدام کیا ہے۔ حالانکہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ایک فقرہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں آپ نے اپنے ماننے والوں کو یہ ارشاد فرمایا ہو۔ کہ خواہ سیاسی رنگ میں تمہارا کتنی ہی حق تلفی کی جائے۔ اور تم پر کتنا ہی ظلم و ستم روا رکھا جائے۔ تمہیں یہ حق نہ ہو گا۔ کہ سیاسیات میں داخل دے کر مفرقہ کے ازالہ کی کوشش کرو۔ اور یہ جائز قرار دیا ہو۔ کہ اگر ہندو کو انگریزوں کا غلام بنا کر

رہنا چاہئے۔ وہاں حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تھامس کی ہدایات میں سے کوئی ایک حوالہ بھی ایسا نہیں دکھایا جا سکتا۔ جس میں جماعت کو حکومت سے بناوٹ اختیار کرنے یا قانون کی خلاف ورزی کرنے کا اشارہ تک کیا گیا ہو۔ بلکہ اسی بیان میں جس کا یہ فقرہ احسان "بار بار نقل کر رہا ہے۔ کہ "انبیاء ہمیشہ دنیا سے غلامی کو دور کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان کا یہ مقصد نہیں ہوتا۔ کہ دنیا کو کسی کا غلام بنا کر رکھیں۔ بلکہ ان کا مقصد وحید یہ ہوتا ہے کہ دنیا کو آزاد کریں۔ حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تھامس کا یہ ارشاد موجود ہے کہ "جس چیز سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم روٹی ہے اس سے آج بھی ہم رکتے ہیں۔ اور وہ بناوٹ فساد اور قانون شکنی ہے۔"

پس جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان تمام حوالات کا جن میں حکومت سے تعلقات کا ذکر ہے۔ یہ مطلب ہے کہ حکومت کے خلاف بغاوت۔ فساد اور قانون شکنی نہ کی جائے۔ اور حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تھامس بھی فرما رہے ہیں۔ تو یہ کیوں نہ کہا جا سکتا کہ آل انڈیا نیشنل لیگ کی روش حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور اسے مجبور کر دینے والے حالات میں حضرت امیر المومنین کی منظور سے اس حد تک بھی سیاسیات میں حصہ لینا چاہئے۔ جن حد تک قانون اجازت دیتا ہے۔

در اصل منافذین احمدیت یہ سمجھتے ہیں کہ اس لئے یہ صورت ہے۔ یہی کہ وہ سمجھتے ہیں۔ آل انڈیا نیشنل لیگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور حضرت امیر المومنین ایڈا اللہ تھامس کی ہدایات کے مطابق مل کر سیاسیات میں بھی حکومت کی ایسی شاندار خدمات سجالا سکتی۔ کہ ان خود غرض اور نفس پرست لوگوں کو پوچھنے والا کوئی نہ رہے گا جنہیں ہوا کا ہر جذبہ نکال دینا چاہئے اور جو انہیں انوار کی خاطر قوم اور وطن کے ساتھ ٹھری سے بڑی ندادی کرنے سے ذرا نہیں ہچکچاتی۔ جبکہ جماعت احمدیہ کے ایک حصہ کا مصلحت خداوندی ہے۔ چنانچہ کہ اسے اسی طرح سیاسیات کی طرف رخ پھیر دیا جائے جس طرح سرور دونوں سے اللہ علیہ السلام کے عہد مبارک میں مسلمانوں کو مجبور کر کے جنگوں میں مبتلا کر دیا تھا۔ تو جس طرح اس وقت ان جنگوں کو ازالہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ

احمدیہ کے خلاف مولانا ابوالکلام آزاد کا تبریک نیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

”محم نہیں جانتے مجھ سے کیا بلا ہوتی ہے“ (ابوالکلام آزاد)

سید فضل شاہ صاحب الکنز، صاحبان ہونٹ
 بیٹی کے متعلق اجازت میں شائع ہوا ہے۔ کہ وہ
 ایک عرصہ سے اس بات کے خواہشمند تھے کہ
 مولانا ابوالکلام صاحب آزاد سے احمدیت کے
 خلاف کوئی نثر یا آثار بیان حاصل کر کے
 اسے پبلک کے سامنے پیش کریں۔ تاہم لوگ
 جو مولانا کی بلند شخصیت اور آپ کے ملی
 تبحر کے قائل ہیں۔ انہیں یہ یقین ہو جائے
 کہ نوزاد احمدیت کا اسلام سے کوئی
 تعلق نہیں۔ کہا جاتا ہے چونکہ ان سے
 اس قسم کا بیان حاصل کرنے کی نگاہ اور
 کوئی صورت نہ تھی۔ اس لئے سید
 فضل شاہ صاحب نے جلد سازی سے
 اپنی کو بعض خطوط اس رنگ میں لکھے۔ کہ گویا
 وہ احمدیت کی تسلیم سے بہت تک متاثر ہو چکے
 ہیں۔ اور اب صرف یہ عقدہ ان کے لئے قابل
 حل ہے کہ جماعت احمدیہ کے دو گروہوں
 میں سے کوئی حق پر ہے۔ چونکہ بوجہ سید فضل شاہ
 کے ایک ہونٹ کا مالک ہونے کے مولانا ابوالکلام
 آزاد سے مراسم محبت ایک عرصے سے قائم ہیں۔
 ان کے سبب انہیں اپنے ایک دوست کی
 خدمت سے اس قسم کے خطوط پہنچنے۔ تو وہ
 سب سے پہلے ہو گئے۔ اور انہوں نے سب سے بعد
 دیگر دو خطوط جو اٹھائے۔ جن میں احمدیت
 کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ
 خطوط جن میں سے پہلا خط ۱۸ مارچ کا
 اور دوسرا ۱۹ جون کا ہے۔ چونکہ اب جنابت
 میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور دشمنان احمدیت
 اسے باطل سوز بیان اور احمدیت کے
 کلام کو سر پر ایک اور کارنی غریب و فیر قرار
 دے رہے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے
 کہ ان کے بیان کردہ امور کی حقیقت واضح
 کی جائے۔

ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کہ سید فضل شاہ صاحب
 نے مولانا ابوالکلام آزاد کا احمدیت کے خلاف
 بیان حاصل کرنے کے لئے کیوں یہ طریق اختیار کیا

جب علماء ایک طرف تو لوگوں کی دینی راہ نمائی
 کی قابلیت سے ہی دست ہو کر گوشہ گنسی میں
 جا بیٹھے ہوں۔ اور دوسری طرف سید سے طریق
 سے کوئی بات ان سے کہا نامحال ہو۔ تو
 حید سازی کرنے واسطے مجبور ہیں۔ اور اس
 سے دین کی طرف ان کی رغبت کا پتہ لگتا ہے
 بہر حال سید فضل شاہ صاحب کے متعلق ہمیں
 کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ اس بات کا
 افسوس ضرور ہے۔ کہ ان خطوط میں نہ صرف
 مولانا آزاد نے اپنی علییت کا کوئی ثبوت
 نہیں دیا۔ بلکہ جماعت احمدیہ کی مخالفت
 میں وہ بعض ایسی باتیں کہہ گئے ہیں۔ جن کی
 خود ایک عرصہ تک بڑے زور سے تردید کرتے
 رہے ہیں۔

مجددین کی بعثت کا انکار

مولانا نے جس بات کو بڑے زور سے پیش
 کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دنیا کو قرآن مجید کی
 موجودگی میں کسی مجدد کی ضرورت نہیں۔ اور
 یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث
 نعوذ باللہ پانچ اعتبار سے ساقط ہے۔ کہ
 اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے
 ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کیا کرے گا۔
 اس ضمن میں ان کے قلم سے یہ نہایت ہی فریبناک
 فقرہ بھی نکل گیا ہے۔ کہ ہم نہیں جانتے مجدد
 کیا بلا ہوتی ہے۔ وہ بگھتے ہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے ضروری
 ہے۔ ہر صدی کے کسی مجدد پر ایمان لائیں۔
 ان سے پوچھیے۔ کہ یہ حکم کس قرآن میں نازل
 ہوا ہے۔ اگر قرآن سے مقصود وہ قرآن ہے
 جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
 ہوا ہے۔ تو بتائیے۔ کس پارہ۔ کس سورۃ
 کس آیت میں یہ بات کہی گئی ہے۔ کہ ہر
 صدی میں ایک مجدد آئے گا۔ اور مسلمان
 کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی معرفت
 حاصل کریں۔ اور اس پر ایمان لائیں۔
 اگر نہیں کہی گئی ہے۔ تو ہمیں کوئی ضرورت

ہے۔ کہ اس لغویت میں پڑیں ہم نہیں
 جانتے۔ مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔ ہم جو
 کچھ جانتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ کی آخری
 اور کامل ہدایت آپسی ہے۔ جس کا نام
 قرآن ہے۔ اور جس کے مبلغ محمد رسول
 اللہ تھے۔ جو انسان اس پر ایمان لاتا ہے
 اور اس کے بتائے ہوئے احکام پر عمل
 کرتا ہے۔ اس کے لئے نجات ہے۔ اس
 سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ اور نہ ہم
 کو کچھ جاننے کی ضرورت ہے۔ جو شخص کہتا
 ہے۔ کہ نجات و سعادت کے حصول کے
 لئے یہ کافی نہیں۔ اور کسی مجدد پر ایمان
 لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو اسلام پر بہتان
 لگاتا ہے۔ یا اسلام کی بوجہ اس نے
 نہیں سونگھی ہے۔

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ مولانا آزاد
 بعثت مجددین کے مسئلہ کو لغویت قرار
 دیتے۔ اور مجدد کے ذکر پر بے دعوت کہتے
 کہتے ہیں۔ کہ ہم نہیں جانتے مجدد کیا
 بلا ہوتی ہے۔ پھر اس پر بس نہیں۔ بلکہ
 وہ ہر اس شخص کے متعلق جو یہ کہے۔ کہ امت
 محمدیہ کے لئے سلسلہ مجددین ضرور ہے۔
 یہ فتوے صادر فرماتے ہیں۔ کہ اس نے
 اسلام کی بوجہ نہیں سونگھی۔ اور بالآخر وہ
 دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ مسئلہ درست
 ہے۔ تو بتایا جائے۔ قرآن مجید کے
 کس پارہ۔ کس سورۃ اور کس آیت میں
 ہے۔ گویا ان کے نزدیک احادیث سے
 اس مسئلہ کا استنباط غیر ضروری ہے
 اور جو شخص اس قسم کے مسائل کے لئے
 احادیث کی طرف رُخ کرتا ہے۔ وہ
 جیسا کہ اپنے پہلے مکتوب میں لکھتے ہیں
 اس بات کا اظہار کرتا ہے۔ کہ قرآن
 مجید نعوذ باللہ ناقص اور اپنے اعلان
 الیومہ اکملت لکم دینکم میں
 صادق نہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کسی وقت
 جس شہرت اور شخصیت کے مالک تھے
 اس کا تصور کرتے ہوئے یہ باور
 کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ کہ مذکورۃ الصلوات
 باتیں انہی کے زور قلم کی رہن منست ہیں
 لیکن افسوس ہمیں اس حقیقت کے
 تسلیم کرنے سے کوئی پارہ نہیں۔ کہ

فی الواقع یہ باتیں انہی کے قلم سے نکل ہیں
 اور مزید افسوس اس بات کا ہے۔
 کہ آج مولانا احمدیت کی مخالفت میں
 انہی باتوں کی تردید کرنے لگ گئے ہیں
 جن کی تشہیر آج سے کچھ عرصہ پہلے ان
 کا شیوہ رہا ہے۔

آج سے کچھ سال پہلے کے مولانا آزاد
 مولانا نے اب مجددین کی بعثت
 سے بعثت انکار کیا۔ اور قرآن کریم
 کے اس پارہ سورۃ اولیٰ آیت کا حوالہ
 دریاخت فرمایا ہے۔ جس میں اس کا ذکر
 ہو۔ مگر وہ خود آج سے کچھ عرصہ پہلے
 اپنے قلم سے مجددین کی ضرورت تسلیم
 کر چکے۔ اور اس حدیث کی صداقت کا
 بھی اظہار کر چکے ہیں۔ کہ ان اللہ
 بعث لہذا الامۃ علی راس کل
 مائۃ سنۃ من مبعثہا دینہا ابوہ

جلد ۲ مشکوٰۃ کتاب العلم
 مولانا ابوالکلام آزاد کا سابقہ عقیدہ
 شاید مولانا کے تازہ ارشاد کو پیش
 نظر رکھتے ہوئے یہ عجیب بات معلوم ہو
 اور شاید اسے سنی معلومات رکھنے والا
 انسان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ مگر
 حقیقت یہی ہے۔ کہ مولانا آزاد جو آج
 یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم نہیں جانتے مجدد
 کیا بلا ہوتی ہے اور کہ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ کسی
 مجدد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ اسلام
 پر بہتان لگاتا ہے۔ اور بعثت مجددین کا
 مسئلہ ایک لغویت ہے۔ جس میں پڑنے
 کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ وہ آج سے کچھ عرصہ
 پہلے یہ فرما چکے ہیں۔

نظام شمسی کی طرح نظام انسانی
 کے بھی مرکز و محور ہیں۔ مگر تم کو ان کا
 حال نہیں معلوم۔ تم کو اجرام سماویہ کا
 مرکز معلوم کرنے میں جب ہزاروں برس
 لگ گئے۔ تو نہیں معلوم عالم انسانیت کے
 نظام و مرکز کے کشف کے لئے کتنا زمانہ درکار
 ہوگا۔ تاہم یہ معلوم ہے۔ کہ ہر عہد و
 دور میں خدا کے چند نبرے ایسے
 بھی ہوتے ہیں۔ جن کا وجود ستاروں
 کے مرکز شمسی کی طرح تمام انسانوں کا
 مرکز محبت اور کعبہ انجذاب ہوتا ہے۔

ہر زمانہ میں مجدد مبعوث ہوتا ہے
مولانا اپنا یہ عقیدہ بھی بتا چکے ہیں۔ کہ ہر زمانہ
میں مجددین آتے رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔
اگر تاریخ اسلام کے مختلف دوروں اور سلسلہ
دعوت و تجدید امت مرحومہ کی پچھلی کڑیوں پر نظر
ڈالو۔ تو یہ جو کیا گیا۔ اس کی تصدیق ہر دور کے
واقعات پیش کرینگے۔ (تذکرہ ص ۱۱۱)

ہر دور میں تم پاؤ گے۔ کہ اگرچہ عامہ علماء
و علماء امت کی ایک بہت بڑی جماعت موجود
تھی۔ اور ان کا قصل و کمال اور روح و تقویٰ
بھی ہر طرح ستم و ثابت ہے۔ بلکہ بعض ان میں
ایسے تھے۔ کہ علم و عمل کی متعدد شاخوں میں اپنا
مدیل و نمبر نہیں رکھتے تھے۔ بائیں ہمہ اس عہد
کی عزیمت دعوت اور تجدید ملت کے مرتبہ
مخصوص میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوا۔ اور صرف
چند خاص افراد عزا ستم ہی کی قیمت میں آئے۔
امام ابن تیمیہؒ مجدد اعظم تھے
اسی بناء پر مولانا آزاد نے شیخ الاسلام
حضرت امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ کو مجدد اعظم
قرار دیتے ہوئے لکھا۔

آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں جب
دعوت عامہ است و تجدید شریعت داعیہ اللہ
بعد موتہ و اخفاء البیعت بعد شیوہا و ارتقاھا
کی روح القدس نے آیۃ من آیات اللہ و حجۃ
قائمتہ من حجج اللہ شیعہ المصلحین و ملاذ المجددین
شد انکا سلین۔ و امام العارین و ادرشا لانبیاء
و قد ذہ الا ولیاء حضرت شیخ الاسلام تقی الدین
ابن تیمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درج مبارک
میں ظہور کیا۔ اور عہد و آخر کے تمام سالک دعوت
و تجدید کی ریاست و فوجیت اور تعلیمت و حرکت
کا مقام اس مجدد اعظم کے سپرد کیا گیا۔ تو کیا اس
زمانہ میں بجز شیخ الاسلام مروج کے اور کوئی
عالم حق نہ تھا۔ (تذکرہ ص ۱۳۵)

پھر امام ابن تیمیہ کی تجدید کا دوسرے
مجددین سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اکثر
مجددین امت کی تجدید و دعوت متعلق اعمال و
فروع کے ہے۔ لیکن امام موصوف کی تجدید
براہ راست علوم و عقائد و اصول و اساسات
شریعت سے متعلق ہوئی۔ پس جو نسبت اصل
اور فرخ میں ہے۔ وہی نسبت ان کے مرتبہ
تجدید اور دیگر مجددین امت کے مراتب میں
سمجھی چاہئے۔ (تذکرہ ص ۱۵۷)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سید المجددین تھے

بھرا سی بنا پر مولانا نے حضرت امام احمد بن
حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید المجددین قرار
دیتے ہوئے لکھا۔
"بغداد علماء اہل سنت و حدیث کا مرکز تھا
مگر سب دیکھتے دیکھتے ہی رہ گئے۔ اور عزیمت
دعوت و کمال مرتبہ در اثناء نبوت و قیام
حق و ہدایت فی الارض والامت کا وہ جو ایک
مخصوص مقام تھا۔ صرف ایک ہی قائم لہذا اللہ
کے حصہ میں آیا۔ یعنی سید المجددین و امام
المصلحین حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ (تذکرہ ص ۱۱۳)

حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی کی
مجددیت کا اعتراف
پھر حضرت مجدد صاحب الف ثانیؒ کو بھی
آپ نے مجدد تسلیم کرتے ہوئے لکھا۔
"شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہد
جہانگیری کے اوائل میں کیا سندوستان علماء
و مشائخ حق سے بالکل خالی ہو گیا تھا۔ کیسے
کیسے اکابر موجود تھے۔ لیکن مناسبت وقت کی
اصلاح و تجدید کا سلسلہ کسی سے بھی نہ آیا
صرف حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد سرہندی
رحمۃ اللہ علیہ کا وجود گرامی ہی تنہا اس کا روبا
کا کفیل ہوا۔ (تذکرہ ص ۲۲۲)

پھر اسی تذکرہ کے ص ۲۲۳ پر حضرت مجدد
صاحب الف ثانی کے یہ الفاظ بھی آپ نے
نقل کئے ہیں۔ کہ "صاحب این علوم و معارف
مجدد است۔"

زمانہ حاضرہ میں مجدد کی ضرورت کا احساس
یہ تو گذشتہ زمانہ کے مجدوں کے متعلق مولانا
ابوالکلام آزاد کے خیالات ہیں۔ ہم تو
دیکھتے ہیں۔ آپ موجودہ زمانہ کے کوئی ایک
مجدد کی ضرورت شدت محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ
اسلام کی یہ دردناک حالت پیش کر کے کہ حق
کی بیکسی و مظلومی اس حد تک پہنچ چکی ہے
کہ جنگل میں بھیروں اور بکریوں کے لئے
چروانا نظر آجاتا ہے۔ لیکن حق کے لئے
کوئی غمگسار و مددگار نہیں ہے۔
کان لم یکن بین الجنون الی الصفاء
انین و لم یسر بملکۃ ساسہ۔ (تذکرہ ص ۱۱۳)

آپ اپنی دلی حسرت و غم
اور وقت کی پکار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں
"مقام عزیمت دعوت اور احیاء و تجدید
امت کی نسبت یہ جو کچھ بلا قصد زبان علم
جو لوگ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے

پر آگیا۔ تو اگرچہ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہ
تھا۔ لیکن زیادہ تر خیال باعث ہوا۔ کہ شاید
ان حالات و وقایع کا مطالعہ اصحاب ملاح و
استعداد کے لئے کچھ سود مند علم و عمل ہو۔ اور
حکم ان لم یتکو فتنبا کو اور سہ
فتشہوا ان لم یتکو فتنبا مثلہم
ان التشیبہ بالکرامہ کرامہ
کسی کے قلب بصیرت و دیدہ اعتبار کو
ان مجددین ملت اور مصلحین حق کے اتباع
و تشبہ کی توفیق ملے۔ شاید کوئی مرد کار
اور صاحب عزم و وقت کی پکار پر لبیک
کہے اور زمانہ کی طلب و جستجو کا سراغ دینے
آج اگر کام ہے تو یہی کام ہے۔ اور
ڈھونڈنا ہے۔ تو صرف اسی کی۔ و ما
ذالک علی اللہ بعزیز۔ (تذکرہ ص ۲۵)

لیکن چونکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ
کو نہ پہچانا۔ جو وقت کی پکار کے جواب میں
ارض و سما کے پیدا کرنے والے خدا نے
مبعوث کیا۔ اس لئے وہ یہ کہہ کر وقت ماقم
ہو گئے۔ کہ موجودہ وقت اور اس کی تالیف و
کوڈ بچھو۔ اور پھر ہر طرف روشنی اور روشنی
دکھلانے والوں کی نایابی پر ماتم کرو۔ (ص ۲۷)

آج کے مولانا آزاد
یہ وہ قابل قدر افکار ہیں۔ جو آج سے
بیس برس پہلے مولانا آزاد نے ظاہر فرمائے
ان میں کوئی نئی بات ہے۔ جسے قلم کہا جاسکے
کوئی حقیقت ہے۔ جسے خلاف شریعت قرار
دیا جاسکے۔ یقیناً بلحاظ مطالب و معانی یہ
سب باتیں درست اور صحیح ہیں۔ مگر آہ
آج وہی ابوالکلام جو کبھی حضرت امام ابن
تیمیہ کو مجدد اعظم قرار دیتے تھے۔ حضرت امام
احمد بن حنبلؒ کو سید المجددین سمجھتے تھے۔
حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی کے مجدد ہونے
کا اعتراف کرتے تھے۔ جو حدیث نبویؐ میں
مجدد لہا دینھا "ک صانفت کو تسلیم
کرتے تھے۔ جو زمانہ کے ہر دور اور ہر عہد میں
مجددین کے آنے کے قائل تھے۔ جو مجددیت
کو مرکز انسانیت قرار دیتے تھے۔ جو موجودہ
زمانہ میں بھی ایک مجدد کی ضرورت بتاتے
تھے۔ اپنے ایک دوست کو گمراہ رکھنے کی خاطر
اس قدر بے باکی سے کام لیتے ہیں۔ کہ فرماتے
ہیں۔
جو لوگ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے

ضروری ہے۔ ہر صدی کے کسی مجدد پر ایمان
لائیں۔ ان سے پوچھیے۔ کہ یہ حکم کس قرآن
میں نازل ہوا ہے۔ کیا ہی بہتر ہو۔ وہ اس
سوال کا جواب کسی اور سے دریافت کرنے
کی بجائے خود ہی یہ بتانے کی زحمت گوارا
فرمائیں۔ کہ آج سے بیس برس پہلے مجدین
کی ضرورت پر جن خیالات کا وہ اظہار
فرما چکے ہیں۔ وہ کس قرآن میں موجود تھے کس
پارہ کس سورۃ اور کس آیت میں ان کا ذکر
تھا۔ آج تو وہ بے دھڑک کہہ رہے ہیں۔ کہ
تم نہیں جانتے۔ مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔
مگر وہ کیوں آج سے کچھ عرصہ پہلے حضرت
امام ابن تیمیہ۔ حضرت امام احمد بن حنبل
اور حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی میں
سے کسی کو مجدد کسی کو مجدد اعظم اور کسی کو
سید المجددین قرار دے چکے ہیں۔ کیا
اس وقت انہیں معلوم نہ تھا۔ کہ جو شخص
کسی کو مجدد یقین کرتا ہے۔ وہ بالفاظ دیگر
اس امر کا اعلان کرتا ہے۔ کہ قرآن نعوذ
ناقص نکلا۔ اور وہ اپنے اعلان الیوم
اکملت لکم دینکم میں صادق نہیں۔
یہ کیا اس وقت سلسلہ مجددین کی ضرورت کا
ان کی طرف سے اعتراف اس امر کا ثبوت
تھا۔ کہ وہ اسلام پر بہتان لگاتے ہیں۔
اور اسلام کی بوجہ انہوں نے نہیں سمجھی
کیا مولانا آزاد اس عقدہ کو حل فرمائیں
گے یا سید فضل شاہ صاحب مالک الجہان
ہوئی بیسی ہی کسی ڈھنگ سے ان سے
دریافت کرنے کی کوشش کریں گے۔ کہ جب
وہ خود مجددین کی بعثت کے قائل اور مجد
زمانہ میں اس کی ضرورت کے معتقد ہیں۔
تو اب مجدد کو نعوذ باللہ بلا۔ قرار دینے
میں وہ کیوں حق بجانب ہو سکتے ہیں۔
دنیوی معاملات میں بھی متفاد باتیں قابل
شہادت نہیں ہوتیں۔ لیکن دینی امور کے متعلق یا نئے متقبل
ہیں اس قسم کی لغزشیں نہایت ہی قابل افسوس ہیں
دینی امور کے متعلق انسان کو دنیوی معاملات
کی نسبت بہت زیادہ صاحب لرائے اور پختہ کار ہونا
چاہئے۔ کیونکہ اور امور کا تعلق صرف مادی دنیا
سے ہوتا ہے۔ جو ایک فان اور بے حقیقت شے
ہے۔ لیکن دینی امور کا تعلق اخروی عالم اور روحانی
باری تعالیٰ سے ہے۔ جو اپنے اندر بحیثیت رکھتی
ہے۔ پس ایک زمانہ میں ضرورت مجدد پر انتہائی

مجددین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر صدی کے کسی مجدد پر ایمان لائیں۔ ان سے پوچھیے۔ کہ یہ حکم کس قرآن میں نازل ہوا ہے۔ کیا ہی بہتر ہو۔ وہ اس سوال کا جواب کسی اور سے دریافت کرنے کی بجائے خود ہی یہ بتانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ کہ آج سے بیس برس پہلے مجدین کی ضرورت پر جن خیالات کا وہ اظہار فرما چکے ہیں۔ وہ کس قرآن میں موجود تھے کس پارہ کس سورۃ اور کس آیت میں ان کا ذکر تھا۔ آج تو وہ بے دھڑک کہہ رہے ہیں۔ کہ تم نہیں جانتے۔ مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔ مگر وہ کیوں آج سے کچھ عرصہ پہلے حضرت امام ابن تیمیہ۔ حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی میں سے کسی کو مجدد کسی کو مجدد اعظم اور کسی کو سید المجددین قرار دے چکے ہیں۔ کیا اس وقت انہیں معلوم نہ تھا۔ کہ جو شخص کسی کو مجدد یقین کرتا ہے۔ وہ بالفاظ دیگر اس امر کا اعلان کرتا ہے۔ کہ قرآن نعوذ نا ناقص نکلا۔ اور وہ اپنے اعلان الیوم اکملت لکم دینکم میں صادق نہیں۔ یہ کیا اس وقت سلسلہ مجددین کی ضرورت کا ان کی طرف سے اعتراف اس امر کا ثبوت تھا۔ کہ وہ اسلام پر بہتان لگاتے ہیں۔ اور اسلام کی بوجہ انہوں نے نہیں سمجھی کیا مولانا آزاد اس عقدہ کو حل فرمائیں گے یا سید فضل شاہ صاحب مالک الجہان ہوئی بیسی ہی کسی ڈھنگ سے ان سے دریافت کرنے کی کوشش کریں گے۔ کہ جب وہ خود مجددین کی بعثت کے قائل اور مجد زمانہ میں اس کی ضرورت کے معتقد ہیں۔ تو اب مجدد کو نعوذ باللہ بلا۔ قرار دینے میں وہ کیوں حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ دنیوی معاملات میں بھی متفاد باتیں قابل شہادت نہیں ہوتیں۔ لیکن دینی امور کے متعلق یا نئے متقبل ہیں اس قسم کی لغزشیں نہایت ہی قابل افسوس ہیں دینی امور کے متعلق انسان کو دنیوی معاملات کی نسبت بہت زیادہ صاحب لرائے اور پختہ کار ہونا چاہئے۔ کیونکہ اور امور کا تعلق صرف مادی دنیا سے ہوتا ہے۔ جو ایک فان اور بے حقیقت شے ہے۔ لیکن دینی امور کا تعلق اخروی عالم اور روحانی باری تعالیٰ سے ہے۔ جو اپنے اندر بحیثیت رکھتی ہے۔ پس ایک زمانہ میں ضرورت مجدد پر انتہائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اٹھری نو جوان اپنی زبان خرید کرین

سلسلہ کے نو جوان آئری مبلغ ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ نے یوم تحریر یکم جمادی کے بعد قادیان میں احمدی نو جوانوں کو مخاطب کر کے سب ذیل تقریر کی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدْرَكُهُمْ عَلَىٰ تَحَاوُرَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ - تَوَسَّوْا بِاللَّهِ وَرَبِّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَجَاهَدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ اے مسلمانوں میں تم کو ایک تجارت بناؤں۔ جو تم کو خدا کے در و درناک عذاب سے نجات دے۔ وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور خدا کی راہ میں اپنے اموال اور نفوس کے ذریعہ مجاہدہ کرو۔ اگر تم غور کرو۔ تو یہ تجارت تمہارے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

برادران اقرابانی کے مسئلہ کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور پھر مختلف مثالوں سے سمجھایا ہے۔ جو لوگ زمیندار ہیں۔ ان کے لئے خدا تعالیٰ اس مسئلے کو سمجھانے کے لئے حالات کے مطابق ایسی مثالیں قرآن کریم میں لایا ہے۔ جن سے یہ مسئلہ آسانی سے ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ اسی طرح تاجروں کے سمجھانے کے لئے ان کے ماحول کے مطابق اور مثالیں دی ہیں۔ درحقیقت قربانی ایک نہایت ہی مشکل اور اہمیت رکھنے والا مسئلہ ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس پر زور دیا ہے۔ یہ آیات جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں۔ ان میں جماعت احمدیہ کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب احمد رسول جس کے متعلق ایسی صورت میں پیشگوئی ہے۔ آپ کے تو ان کے ساتھ اور ان کی جماعت کے ساتھ ایسے واقعات پیش آئیں گے۔ جن کی وجہ سے ان کو مال اور مالی قربانی کرنی پڑے گی۔ اور آپ

وقت ایسے معائب اور مشکلات جماعت کو پیش آئیں گے۔ جن کی وجہ سے صحابہ کی طرح بظاہر ان کا زندہ رہنا بھی محال ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان معائب اور مشکلات کے تلافی کا علاج بتاتا ہوا فرماتا ہے۔ اے مسلمانوں اگر تم اس گرداب سے نکلنا چاہتے ہو۔ تو میں تم کو ایک تجارت بتاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ تم صرف میری اور میرے دین کے احیاء کی خاطر اپنے اموال اور نفوس قربان کرتے ہوئے آئے والی مصیبتوں کا استقبال کرو۔ اس لئے کہ خدا کے خدیو کھد یہ تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے یہاں طبعی طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہمارے پاس تو پہلے سے ہی بہت تنخواہ مال ہے۔ اور ہمارے دشمن کے پاس ہم سے سزاؤں گنا زیادہ ہے پھر ہم تمہارا دین بھی بہت کم ہیں۔ اگر ہم نے یہ قربان کر دیا۔ تو ہمارے پاس کیا رہے گا۔ اس طرح تو ہم پر اور معائب آنے کا خطرہ ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ نہیں خدا کو خدیو کھد یہی بات تمہارے لئے بہتر اور کامیابی کا موجب بنتے گی۔ تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ ہم کمزور ہیں۔ مگر ہمارا مطالبہ بھی برحق ہے۔ ہمیں تمہارے اموال کی ضرورت نہیں صرف آزمائش اور امتحان کی غرض سے ہم ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ کیا ہم تمہارے در مقابل کو ایک سیکنڈ میں زمین کے اندر نہیں دفن کر سکتے۔ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں ہمارا تو کوئی فائدہ نہیں۔ تمہیں ہی ثواب کا موقع دیتے ہیں۔ پس تم اس بات سے نہ ڈرو۔ کہ تم غفلت سے ہو۔ یہ بھی ایک تجارت ہے جس طرح تجارت میں انسان اگر سودیہ بطور اس المال رکھتا ہے۔ تو اسے۔ اکی ہوائے بعض دفعہ ۱۲۵ اور بعض دفعہ دو گنا فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے تمہیں جو طریقی تجارت بتایا ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم تنخواہ مال اور کلیں اللہ اور نعمتیں

نیک نیتی سے میری راہ میں قربان کر دینے تو اس کسان کی طرح جو کھیت میں چند دانے ڈال کر کئی سن اناج حاصل کرتا ہے۔ تمہیں بھی کامیابی ہوگی اور کئی گنے زیادہ اجر ملے گا۔ پس اگر آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو قربانی کریں۔ اپنا مال اور جانیں پیش کریں اور اس خیال کو جانے دیں۔ کہ ہمارے نفوس یا مال ضائع ہوگا۔ ایک دفعہ نیک نیتی سے قربانی کے بجائے بنو اور ابراہیمی قربانی کی یاد تازہ کرو۔ پھر دیکھو تمہارے لئے کیا مقدر ہے۔ اس گندم کے دانے کی طرح جو پیسے خاک میں مل جاتا ہے۔ اور پھر ترقی کرنا چاہے۔ تم بھی پیسے اپنے آپ کو خدا کے لئے خاک میں ملاؤ۔ پھر پھینک دینا خون کے ایک ایک قطرہ سے ہزاروں نفوس پیدا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ خدا کو خدیو کھد کہہ کر گارنٹی دے رہا ہے۔ کہ تمہاری قربانیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ بلکہ تمہارے لئے خیر کا موجب ہوں گی۔ ہو سکتا ہے کوئی نادان سوال کرے کہ خدا تعالیٰ کو مال کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودیوں نے کہا تھا۔ کہ کیا ہم اس خدا کی عبادت کریں۔ اور اسے مانیں جو ہم سے مال طلب کرتا اور ہمارے مال کا محتاج ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے لَقَدْ سَمِعَ الْمُقْتَدِرُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ خَقِيرٌ وَنَحْنُ أَفْضَاؤُ۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ حقیر ہے اور ہمارے مال کا محتاج۔ اور ہم اس کے مقابل پر غنی ہیں۔ ان کی یہ بات اللہ نے سن لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کو تنبیہ کی ہے۔ کہ تمہاری یہ بات مجھ تک پہنچ گئی ہے۔ تم ایسی باتوں سے باز آ جاؤ۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ لیکن یہود نے اس تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی سزا دی۔ کہ قیامت تک کے لئے حضرت علیہ السلام لذلة والمسکنة۔ وہ ذلت اور مسکنت کے مصداق بن گئے۔ اور آج تک ان کا مال ہی ان کے لئے وبال جان بن رہا ہے۔ باوجود مال ہونے کے آج تک

انہوں نے کوئی حکومت اور کوئی سلطنت اپنے علاقہ میں نہیں رہے دیتی۔ اور ایک چپ زمین پر حکمران نہیں ہیں۔ پس یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے مالوں اور قربانیوں کی ضرورت نہیں۔ وہ تو صرف تم کو ابتلا اور آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے کیونکہ انعامات کا وارث انسان اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ پس تمہارا خدا کی راہ میں مال دینا اور قربانیاں کرنا دینا نہیں بلکہ لینا ہے۔ اور اس کے پاس شاک جمع کرنا ہے۔ تم دنیوی بینکوں کی بجائے خدائی بینک میں اپنی چیزیں جمع کرو۔ جہاں پر کہ غیر مقطوع طور پر تم فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ کیا آپ یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان کی قربانی خدا تعالیٰ کے لئے کچھ فائدہ مند تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کو کوئی فائدہ ہوتا تو کیوں وہ پھر ہی نہ چلنے دیتا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روک کر کہتا قد صدقت اللہ یا۔ کہ تو نے اپنا خواب پورا کر دیا ہے۔ پس مجھے اب ضرورت نہیں۔ کیا خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا۔ کہ اس بچے کی نسل میں سے تمام دنیا کا سردار پیدا ہونے والا ہے۔ ضرور معلوم تھا۔ مگر اس سے قربانی طلب کی گئی۔ یہ پشیمان رکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ ترقی دینے کے لئے آزمائش امتحان اور ابتلا میں ڈالتا ہے۔ اور یہ نہ خیال کریں۔ کہ صرف آپ کے ساتھ ہی یہ معاملہ ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیر ہے۔ آپ لوگوں کو خوش ہونا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کے احیاء کی خاطر آپ کو منتخب کیا ہے۔ اور ہم پر یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے۔ انسان تو سود خدہ بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ تو اس کے احزان کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ غالب نے خوب کہا ہے جان دی دی ہوئی اسی کی جتنی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جب کوئی گورنریا ادا کوئی بڑا سرکاری عہدہ دار آئے۔ تو لوگ اس کی خاطر وہ عہدہ داروں کے لئے ہزاروں روپے صرف کر دیتے ہیں اور اس کی دولتیں کھینچتے ہیں۔

پنجاب کے راجت طبقہ کو پیش آنے والا خطہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ کسی طرح رسائی ہو جائے اور ہم کو بھی خان بہادر یا سرکار کا خطاب مل جائے۔ یا کوئی اور فائدہ پہنچ جائے۔ لیکن انوس خدا تعالیٰ کی راہ میں جس کے قبضہ میں تمام دنیا کے خزانے ہیں توڑی ہوئی قربانی کرنے سے بھی گریز کیا جاتا ہے جیسا کہ حقیقی خطاب دینے والا ہے اور اس کی خوشنودی اس خوشنودی ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں تکلیف اٹھانا اور جان و مال و تیار پرست کے لئے مشکل کام ہے۔ مگر مومن کے لئے کھینک نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مزاجی حقیقی زندگی ہے۔ مومن کو رو بہمان اور کمزوری نہیں ہوتی یہ کام ہی شخص کو سہل ہے جس کے دل میں سوائے خدا کے اور کسی کا ذکر نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ لا تقنوا ولا تعزوا کیونکہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ کہ نہ تم کو ڈری دکھاؤ اور نہ ہی کسی بات کا غم کرو۔ کہ خدا کے دوستوں کے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ مومن کے دل میں یقین ہوتا ہے کہ ہر سنی پر خدا کی جگہ لگا اور شہید ہونے اور اگر زندہ رہے تو قافلہ کھلاش گئے۔

پھر یہ ذمہ اس مطالبے کی یاد دہانی لگتی ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نوجوانوں سے خدمت

دی گئی تھی اپنی زندگی وقف کی ہے۔ مطلق کیا ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے جب کسی طالب علم سے کہا جاتا ہے کہ تبلیغ کرنی چاہیے تو کہتا ہے کہ میں اس تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ اور اگر کسی تاجر یا ملازم سے کہا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ملازم ہیں یہ ہمارا کام نہیں ہمیں وقت نہیں ملتا۔ فوراً طلب بات یہ ہے کہ اگر ان کا کام نہیں ہے تو اور کس کا ہے۔ کیا ننگر لے اور مجرم اس کام کو کریں گے۔ پس اجاب تبلیغ کو سب سے اہم کام سمجھیں اور اپنی پیدائش کی غرض حصول تعلیم یا ملازمت سمجھیں اور اس کام کو احسن سمجھتے ہوئے کریں۔ وہ نوجوان جو بے کار ہیں وہ اپنی زندگی بے تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ خصوصاً ان نوجوانوں کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ جو اپنے مال باپ پر بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ سے کام لینا ہے وہ ضرور کیا ہی دے گا پس باہر نکلو خدا خود تمہارا کھیل ہوگا۔ اور تمہیں ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ اتم الاعطوف تم ہی بندہ کے جاؤ گے اور کامیاب کام کرنا دیر آؤ گے کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے کام کے لئے نکلیں۔ اور وہ ہمارے مدد نہ کرے۔ اس پر دست برد رکھنا چاہئے اور نیک نیتی اور اخلاص سے کام کرنا چاہئے تا ہمارا بی بیج کے دن جلد آئیں۔

پنجاب میں بہت کم تعلیم یافتہ لوگ لکھے ہوئے۔ جو کتاب *Daar-ul-Hikmah* اور *Daar-ul-Ilm* کے مہنت مشرا بیچ کیلورٹ سکھانے سے واقف نہ ہونگے۔ پنجاب کے زراعتی اور اقتصادی حالات کے متعلق ذاتی تحقیق و تفتیش کی بنا پر جو حقیقی قیمتیں معلومات مشر موصوف نے اس کتاب میں قلم بند کی ہیں۔ وہ انہیں اہلیان پنجاب کے روشناس کرانے کے لئے کافی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ پنجاب میں فنانشل کٹرز اور ٹیکر اور باہمی کے رجسٹرار بھی رہ چکے ہیں۔ ان کی تصنیف کردہ کتاب کا جدید ایڈیشن جو حال میں شائع ہوا ہے۔ اور جس میں کئی اور ابواب کی ایزاری کی گئی ہے۔ اور جس میں زیادہ پورا معلومات اور پنجاب کے باشندوں کی پوری توجہ کے لائق ہے۔ اس میں انہوں نے پنجاب کی آئندہ اقتصادی حالت کے متعلق بعض ایسے حقائق بیان کئے ہیں جن کا یہاں ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور وہ واقعی اس قابل ہیں۔ کہ پنجاب کے سیاستدانوں کو بنیاد سمجھنی اور سائنس کے ساتھ ان پر غور کرنا چاہئے۔ ملک کے زراعتی معاملات اور خصوصاً پنجاب کے زراعتی حالات کے متعلق ان کی گہری واقفیت کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ پنجاب اور ملحقہ دوسرے حصوں کے سیاسی اور اقتصادی رجحانات اور جدید آئین کے ماتحت ایک دوسرے کے ساتھ ان کے تعلقات کے متعلق جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے۔ وہ بالکل درست اور سچی برحق ہے۔

زراعتی ایشیا میں۔ ظاہر ہے کہ پنجاب زراعتی اجناس اپنی ضروریات سے بہت زیادہ مقدار میں پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن اس زائد پیداوار سے وہ صرف اسی صورت میں فائدہ اٹھا سکتا ہے جب کہ اس کی زائد پیداوار اس کے نکاس اور اسے ضرورت مند علاقوں اور ممالک تک پہنچانے کے لئے ہو۔ مگر اس میں بڑی مشکل ہے۔ لیکن جو کچھ اجناس کے نکاس اور بیرونی منڈیوں تک انہیں پہنچانے کے ذرائع صوبہ کے اپنے ہاتھ میں نہیں۔ بلکہ ان کی تشکیل بیسی ایسے صنعتی صوبوں کے زیر اثر ہے۔ جن کا ذاتی مفاد اس بات میں ہے۔ اور جن کی تمام کوششیں اس مفاد کے حصول کے لئے صرف ہوتی ہیں۔ کہ اپنی صنعتی آبادیوں کے فائدہ کی خاطر خوردنی اجناس کی قیمتوں کو بہت ادنیٰ سطح پر رکھا جائے۔ اس لئے صوبہ پنجاب کی پیدا کردہ اجناس بیرونی مارکت تک نہ پہنچنے کی وجہ سے صوبہ کے اندر ہی بہت کم قیمتوں پر فروخت ہوتی ہیں۔ اور اس طرح پنجاب کا کسان اس فائدہ سے جو بیرون دیگر اسے پہنچنا لازمی تھا۔ محروم رہ جاتا ہے اور بحیثیت محرومی صوبہ کی دولت میں نہ صرف کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اور زیادہ اقتصادی بد حالی کا شکار ہو جاتا ہے۔

جس کو لڈ سٹیم کے فیصلہ کی اشاعت

نیشنل لیگ قادیان جسٹس کو لڈ سٹیم کے فیصلہ بمقدمہ سرکار بنام مولوی عطار اللہ اتراری کو بہت بڑی تعداد میں شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ اس موقع پر ضلع گورداسپور کی تمام بیگنوں کے عہدہ داران کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ بھی اس فیصلہ کو زیادہ سے زیادہ اعداد میں شکار کر لیں۔ تاکہ سوشل جی گورداسپور کے رگوں سے عالم فیصلہ کا بچے اترانے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا ہے۔ ایک حد تک امانت ہو سکے۔ جس قدر تعداد میں انہیں اس فیصلہ کی ضرورت ہو۔ اس سے جلد سے جلد اشاعت دیں۔

تاکہ انہیں اصل لاگت یعنی دو روپے فی سینگڑہ کے حساب سے بچوا دیا جائے۔ یہ امر بھی واضح کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس فیصلہ کی اشاعت میں سرکاری ملازم اور پیشتر بھی حصہ لے سکتے ہیں۔

ظہور احمد جنرل سکریٹری گورداسپور ڈسٹرکٹ نیشنل لیگ قادیان

آئیڈیو میٹھار "سول اینڈ ٹریڈنگ" نے بھی اپنے انتہائی حیرت انگیز اور انقلابی پنجاب کے اس تاریخی پہلو کی طرف اہل ان صوبہ کو توجہ دلائی ہے۔ جن کا نقشہ لڈ سٹیم نے اپنی کتاب میں اس جدید ایڈیشن میں صوبہ پنجاب کی خصوصیت زراعتی کیفیت کے پیش نظر کھینچی ہے۔ وہ لکھتے ہیں پنجاب ایک زراعتی صوبہ ہے۔ جس کی دولت کا واحد ذریعہ

صوبہ بیسی چونکہ ایک صنعتی صوبہ ہے اور اس کی بیشتر آبادی ایسی ہے جس کا دار و صفت و حرفت اور کارخانوں کے ذریعہ حصول معاش رہے۔ اس لئے اس کے خوردنی کی قیمتوں کو ادنیٰ سطح پر رکھنے کے لئے اس کی عام طور پر پوری کوششیں ہوتی ہیں کہ مرکزی یونینوں کو اپنے اثر و نفوذ کے ذریعہ اس بات پر آمادہ کیا جاسکے۔ کہ وہ مرکزی یونین کو متنبہ کر کے اس کے لئے قیمت اجناس پر حصول برآمد () کے لئے ہمارے ہاں کو سہارا دے۔ اور مرکزی دولت آمد جو ملک حاصل کرنی کی بد کے سوا خیر نہیں اور اسکی بھی اس لئے مرکزی حکومت کو اپنے معاملات کو بڑھانے کے لئے اسی میں زور آزائی گئی رہی ہے۔ اور آئندہ بھی جیسا کہ لڈ سٹیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنگلور میں ایک اٹھری کی لاش کو دفن کرنے میں مزاحمت

پولیس اور ذمہ دار افسروں کا قابل شکر تدبیر

تعلق دریافت کیا جائے۔ اور میں نے دریافت کیا۔ کہ کیا تمہارے قبرستان میں احمدیوں کے دفن ہونے پر تم کو کوئی اعتراض ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ وہ قبرستان عام مسلمانوں کا ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے ہے۔ جو شخص آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ وہ بے شک اس میں دفن ہو سکتا ہے۔ یہ جواب جب قاضی سے آیا۔ تو میں نے پھر کوئی الگ زمین تم لوگوں کو دینا سنا نہیں سمجھا۔ بہر حال تم وہاں چلو میں خود آتا ہوں۔ چنانچہ وہ آٹھ بجے کے قریب وہاں آیا۔ اور دریافت کیا۔ تو لوگوں نے پھر کہا کہ میت کونٹنٹ سے آئی ہے۔ اس لئے ہم اسے اس قبرستان میں دفن کرنے نہیں دیں گے۔ وہ بھی یہ سن کر واپس چلا گیا اور پھر دس بجے کے قریب آکر کہنے لگا۔ میت کو واپس کونٹنٹ لے چلو ہم نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے خواہ کچھ ہو جائے۔ اس پر ہمیں کہا گیا۔ کہ اب رات زیادہ ہو گئی ہے۔ اس وقت ہم کوئی زمین منتخب نہیں کر سکتے۔ آپ لوگ میت کو ہمارے سپرد کر دیں۔ ہم اس پر پولیس کا پہرہ مقرر کر دیں گے۔ تم صبح کو آؤ۔ ہم تمہارا میت کو ۲۵ صبح پولیس کی حفاظت میں لے کر اور اپنے دادا آدمی وہاں رکھ کر واپس آ گئے۔

۲۲ تاریخ کی صبح کو ہم وہاں گئے قریب گیارہ بجے کے افسر بھی آ گئے۔ اس عرصہ میں اشرار کی تعداد بھی صدمہ ہو گئی۔ پہلے دن تو وہ درندہ صفت لوگ بھی کہتے رہے کہ

۲۰ جون کی شب کو بنگلور میں ایک احمدی کا انتقال ہو گیا۔ ۲۱ کی صبح کو گیارہ بجے کے قریب ہم میت کو قبرستان میں دفن کرنے گئے۔ تو وہاں کے سوتلی نے روک دیا۔ پولیس میں اطلاع دی گئی۔ اتوار کا دن تھا اس لئے پولیس ڈیوٹی نہ تھی۔ قریب آئی اس وقت اشرار کی تعداد کافی سے زیادہ جمع ہو گئی تھی۔ پولیس افسر نے ان سے دریافت کیا۔ کہ کیوں تم لوگ اس میت کو یہاں دفن کرنے نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا یہ میت چھوڑنی سے لائی گئی ہے۔ اس لئے اسے وہاں ہی واپس بھیج دینا چاہیے۔ جب ہم سے دریافت کیا گیا۔ تو ہم نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ بنگلور سٹی میں اس کی وفات ہوئی ہے۔ یہ سن کر پولیس افسر نے ان کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ کب ماننے والے تھے۔ مجبوراً افسران بالا کو اطلاع دینی پڑی قریب تین بجے کے پولیس سپرنٹنڈنٹ وغیرہ آئے۔ ان کو بھی یہی کہا گیا۔ کہ یہ میت کونٹنٹ سے لائی گئی ہے۔ اس وقت پولیس سپرنٹنڈنٹ نے ہم سے کہہ دیا۔ کہ میت کو کونٹنٹ لے جاؤ۔ اور وہاں کے قبرستان میں دفن کر دو۔ اس پر ہم پرنسپل کمشنر کے پاس گئے کیونکہ ایک سال پہلے ہم اس کے پاس قبرستان کے لئے زمین کی درخواست دے چکے تھے۔ اور اس نے زمین دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ لیکن ابھی تک وہی نہیں تھی۔ جب یہ تازہ واقعہ اس کے آگے پیش کیا گیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ میں اسی وقت تم کو زمین دینے والا تھا۔ کہ مجھے خیال آیا۔ کہ مسلمانوں کے سرفاضل سے بھی اس کے

کا خیال ہے۔ مرکزی مابیت پر اخراجات کے بڑھتے ہوئے مطالبات کے پیش نظر اسی ذریعہ آمدنی پر زور ڈالا جائے گا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ زراعتی پیداوار کی قیمتیں اور زیادہ کم ہوتی چلی جائیں گی۔ اور اس سے پنجاب اور پنجاب کے کھیتوں کو جو ناقابل بیان نقصان پہنچے گا۔ اس کا اندازہ پنجاب کی موجودہ کساد بازاری سے باسانی لگایا جاسکتا ہے۔ جس کا بہت بڑا سبب اجناس کی قیمتوں میں کمی ہے۔ ان پیش آنے والے حالات کی بنا پر مسٹر کیلورٹ سمجھتے ہیں۔ کہ نئے آئین کے ماتحت پنجاب کو سخت مشکلات کا سامنا ہو گا۔ اور اس کے سامنے سوائے شورش تباہی یا علیحدگی کے اور کوئی راستہ نہ ہو گا۔ اس صورت حالات سے نجات پانے کے لئے انہوں نے صرف ایک طریق بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر اجازت ہو۔ تو تمام ریشیوں کو بے مرکزی فیڈریشن سے قطع علائق کر کے اپنی ایک علیحدہ فیڈریشن قائم کر لیں۔ ذرا سی صوبوں کی یہ فیڈریشن۔ جو پنجاب صوبہ سرحد بلوچستان سندھ اور قرب و جوار کی ہندوستانی ریاستوں پر مشتمل ہوگی۔ بیرونی ممالک سے اپنے تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے بندرگاہ کراچی کو کام میں لاسکے گی۔ لیکن اس قسم کی فیڈریشن کا خیال ہی جیسا کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے لکھا ہے۔ "پاکستان کے ابوالہول کے ماتحت پنپنے نہیں پائے گا۔ اور مسٹر کیلورٹ کا پیش کردہ طریق علاج غیر ثابت ہو گا۔"

زر اعلیٰ صوبجات اور خصوصاً پنجاب کے اس متوقع خطرہ کا جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ مقابلہ کرنے کے لئے ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ ملک کے تمام زر اعلیٰ مفادات کو متحد کر کے مفادات کے خلاف صف آرا ہو جائیں اور "سجھارتی تحفظ" کے عیسوں کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن ظاہر ہے کہ دو مفادات کے درمیان اس قسم کی سرکھ آرائی اور مبارزت طلبی عموماً

کہ یہ میت کونٹنٹ سے آئی ہے۔ اسے واپس کونٹنٹ روانہ کر دینا چاہیے۔ مگر اب کہتے ہیں قادیانی ہے۔ اس کے لئے کوئی دوسری زمین بھی نہ دینی چاہیے۔ اس پر ان افسران نے ان کی ذہنیت کا اچھی طرح شاہدہ کر لیا۔ اور ہم سے کہنے لگے تمہارے لئے الگ زمین کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اور وہ اس زمین سے اچھی بھی ہے۔ ہم نے اسے منظور کر لیا۔ پولیس کی موٹر لاری آئی۔ جس میں جنازہ رکھ دیا۔ اور ہم سب بھی اس میں بیٹھ گئے۔ ۵ صبح پولیس کا دستہ ساتھ ہو گیا۔ ذمہ دار افسر بھی ہمراہ تھے۔ وہ لوگ جو مدعا کی تعداد میں محض فساد کرنے کی عزت سے وہاں جمع ہوئے تھے دیکھتے دیکھتے رہ گئے۔ جب ہم جدید قبرستان پر پہنچے۔ تو وہ ساری تکلیف و مصیبت جو وہ دن اٹھانی پڑی تھی دور ہو گئی۔ کیونکہ وہ زمین ایسی عمدہ بربٹل ہے۔ کہ سابقہ قبرستان سے کئی درجے بہتر ہے۔

غرض پولیس اور ان افسران کی موجودگی میں قریب اڑھائی بجے کے ہم میت وہاں دفن کر کے اللہ تعالیٰ کا احسان اور ان افسروں کا شکر یہ بجالا سکتے ہوئے واپس آج تیسرا دن ہے۔ لیکن اب تک دن رات پندرہ صبح پولیس کے آدمیوں کا دستہ وہاں موجود ہے۔

حاکم غلام قادر مشرق سکرری انجمن احمدیہ بنگلور

وصیت کی منسوخی کا اعلان

چراغ دین صاحب ولد اللہ دتہ صاحب قوم علی سکھ سنت پورہ بادیاں نقیہ و ضلع گوجرانوالہ کی طرف سے ۶ بجے کے بعد کوئی حصہ آمد نہیں آیا۔ نہ ہی کوئی اطلاع ان کی طرف سے ملی ہے۔ براہ مہربانی وہ مدعا کی دہرہ خبر برزنامہ میں۔ ورنہ ان کی وصیت منسوخ کر دی جائے گی۔

سکرری مقبرہ ہشتی قادیان

دکٹر لاہور جس میں ہومیو پیتھک علاج کے متعلق پوری واقفیت ہے۔ نمونہ کارڈ آنے پر سب کو مفت

دکٹر سال ڈاکٹر لاہور بین الکریمی روازہ مفت

اسلام میں عورت کی حیثیت کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب دروایم اے امام مسجد لندن کا دلچسپ لیکچر برطانیہ کے اخبار *Manchester Guardian* نے اپنی ایک اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت جناب مولوی عبدالرحیم صاحب دروایم اے کے ایک لیکچر کا خلاصہ شائع کیا ہے۔ جس کا ترجمہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں دیا جاتا ہے۔

اقوام کے روز مسجد احمدیہ لندن واقع میلروس روڈ ساؤتھ فیلڈز میں مولوی اے آرم دروایم صاحب نے اسلام میں عورت کی حیثیت کے موضوع پر نہایت دلچسپ لیکچر دیا۔ زمانہ قدیم سے لے کر اس وقت تک تہذیب اور تمدن کے مختلف زمانوں میں عورت کی حیثیت کو جو لے حاصل تھی۔ بیان کرنے کے بعد آپ نے اسلامی نقطہ نگاہ کی وضاحت کی۔ آپ نے مرد اور عورت کے اعلیٰ یا ادنیٰ حیثیت رکھنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور نہ اس بات کا ذکر کیا کہ مرد و عورت مساوی حیثیت رکھتی ہیں۔ بلکہ آپ نے یہ بتایا۔ کہ عورت کے چند حقوق اور فرائض ہیں۔ اسی طرح مرد کے چند حقوق اور فرائض ہیں۔ اور اسلام یہ چاہتا ہے کہ دونوں ان حقوق اور فرائض کو بھلیوں اور ان کے مطابق عمل پیرا ہوں۔

اسلامی نقطہ نگاہ کو مرنہ ذہن کے متاثرہ آئین اور عیسائیت کی تعلیم سے متاثرہ کہتے ہوئے آپ نے یہ نقطہ پیش کیا کہ ہر وہ عمدہ اور قابل عمل چیز جو دوسرے تمام مذہبوں اور معاشرتی مضامین سے نکل کر پائی جاتی ہے۔ وہ اسلام میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ نے عورت کے حقوق کی تصریح کرتے ہوئے اس بات کو اہم نشرح کیا کہ کس طرح اسلام ہر قسم کے معاشرتی کاموں میں حصہ لینے کے لئے عورت کی جو صلہ افزائی کرتا ہے۔ اور بیان کیا کہ شادی کرتا رہتا ہے۔ اور بچوں کی تربیت۔ یہ تمام باتیں عورت کے فرائض میں داخل ہیں۔ لیکچر کے اختتام پر فاضل مقرر نے حاضرین کو سوالات کا موقع دیا۔ چنانچہ متعدد لوگوں نے کثرت از روایح۔ ایک عورت کا ایک سے زیادہ شوہر کرنے کے رواج۔ ہر دو اخلاقی کی مساوی حیثیت۔ مغرب میں بد اخلاقی۔ شادی اور طلاق کے متعلقہ سوالات دریافت کئے۔ جس کے نتیجے میں ایک نہایت دلچسپ اور عالمانہ بحث جاری ہوئی اور اس میں فاضل مقرر نے ہر نقطہ کو وضاحت سے بیان کرتے ہوئے تمام سوالات کے قسبی بخش جواب دئے یہ ایک نہایت کامیاب اجلاس تھا۔ جو غلگ کے بعد برخاست ہوا۔

کوشاں ہے۔ جس کا ایک نمونہ یہ ہے کہ اس نے یکم جون سے پندرہ جون تک چار ہزار پچاس ٹریکٹ دستی پریس پر چھاپ کر مفت شائع کئے۔ ایسے ہی کہ دوسری چھاپیں ہیں اس نیک نمونہ کی تقلید کریں گی۔ اور نشر و اشاعت دعوت و تبلیغ کے شائع کردہ ٹریکٹوں کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گی۔

افریقہ جانے والوں کے لئے ناد موقع

ایک احمدی دوست نے افریقہ سے اطلاع دی ہے کہ اگر کوئی احمدی ہونماؤں بڑھیوں اور لوہاروں کا کام جانتے ہوں۔ اور اپنے پاس صرف افریقہ تک کے گرانہ کی رقم رکھتے ہوں۔ افریقہ آنا چاہیں۔ تو دفتر تحریک جدیدہ سے خط و کتابت کریں۔ ایسے دوستوں کے لئے ضمانت کی رقم کا وہیں سے انتظام کر دیا جائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی احمدی ڈاکٹر جنہوں نے ایم۔ بی۔ بی ایس اسکالرشپ سے پہلے کا پاس کیا ہو۔ اور وہ افریقہ آنا چاہیں۔ تو ان کے لئے بھی یہ نہایت ہی قیمتی موقع ہے۔ ایسے دوست دفتر تحریک جدیدہ کی وساطت سے جملہ امور دریافت کریں یہ ایک نادر موقع ہے دوست اس سے فائدہ حاصل کریں۔ (انچارج تحریک جدیدہ۔ قادیان)

دن فٹا و پچانی سے گرا دیجئے یہ گھڑی بند ہوگی

ولایت والوں کی بہترین ایجاد کا حیرت انگیز نمونہ

آج آپ کو ایک ایسی حیرت انگیز دستی گھڑی سے روشناس کرا جاتا ہے جس کے حالات سن کر آپ بھی دنگ رہ جائیں گے۔ خدا ہی جانے کس بلا کی مشین ہے، اس گھڑی کو دس فٹ کی اونچائی سے پتھر پر پھینک دیجئے ہرگز بند نہ ہوگی اور نہ گھڑی کی مشین میں کسی قسم کی خرابی آئے گی۔ اس عجیب کرشمہ سے ہندوستان کے گھڑی ساز تک حیران ہیں کمپنی نے خود اس گھڑی پر اپنی طرف سے دس سال کی گارنٹی لکھی ہے۔ ہیشمار مرتبہ بڑے بڑے اسی کے سامنے اسکو آزما گیا ہے جو مشین اتنے سخت امتحان میں خراب ہو وہ یقیناً ساہا سال تک کام دیگی اور پھر لطف یہ کہ بہت خوبصورت صحیح وقت بتانے والی فیشن اہل چیز ہے لیور مشین ہی متوجہ حضرات اپنے دست قلم سے اچھے لچھے ٹریکیٹ لکھ کر دیئے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ گھڑی بہت مضبوط لیور مشین کی ہے اور خوبصورت، جلدی منگائیے، بہت تیز رفتاری کیساتھ فروخت ہوتی ہے، نہایت خوبصورت کیس (باتھ پر باہنے کا تسمہ) اسٹریپ بھی اس کیساتھ بھیجا جاتا ہے، قیمت فی عدد چھ روپے ایک آنہ، محصول ڈاک پانچ آنہ، تین ایک ساتھ منگوانے پر محصول بدمہ کمپنی، جدیدہ اشیا فروخت کرنے والے۔

لیور مشین پورٹا بیلہ ڈاک میں ممبروں دریاں دھلی نمبر ۲

انجمن مہین من اراد اھانتک کا تبرناک نظارہ

موضع پیکانہ ضلع ہوشیار پور میں ایک نیم لائبریری احمد رہتا ہے۔ وہ بزم نمود اپنے آپ کو علامہ دہر سمجھتا ہے۔ حالانکہ صحیح اردو ہی پڑھ نہیں سکتا۔ جنس احمدیت کی اشد ترین دشمنی اور ناجائز سے ناجائز حرکات کو جائز سمجھنے کی وجہ سے علامہ کے ہاتھ آئے۔ اور اپنے آپ کو شاہ جی کے نام سے مقرب کرتا ہے۔ حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بے حد ہرزہ سرائی اور بہتان طرازی اس کا روز رات کا کام تھا کہ خدائے خیر کی گرفت نے اسے آدو بجا۔ اور اس کو انہی الزامات میں جو بہتان کے طور پر حضرت شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگایا کرتا تھا۔ حقیقی طور پر ہٹلر کر دیا۔ اور اس کا پردہ چاک کر کے انجمن مہین من اراد اھانتک کا نظارہ سارے گاؤں کے لوگوں کو دکھایا۔ اب وہ کسی کو موندھ دکانے کے قابل نہیں رہا۔ (زمانہ نگار)

جماعت احمدیہ بیرونی کا قابل تعریف نمونہ

ہمیں یہ معلوم ہوا کہ یہت خوشی ہوئی کہ بابت احمدیہ بیرونی (انجمن مہین من اراد اھانتک) نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چار انگ عالم میں اسلام اور احمدیت پڑ کر ناہر محمدی فرسے

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ ۱۹۳۵ء
مقرر زمین پنجاب ۱۹۳۵ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ کسی غلام علی ولد امیر شاہ
ذات سید سکندری عالم شاہ تحصیل پٹیوٹ ضلع
جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۱۹ ایکٹ
سدرجہ صدر گزارا ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ
۲۹ مارچ پیشی بمقام جیوٹ برائے سماعت
درخواست ہذا مسترد کی ہے۔ تمام قرضخواہان
سندریہ بالامقرض اور دیگر متعلقین کو بورڈ
کے روبرو مورخہ مذکورہ کو اصلتا حاضر ہونا
چاہیے۔ تحریر مورخہ ۱۱
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (دھرم عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ ۱۹۳۵ء
مقرر زمین پنجاب ۱۹۳۵ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ کسی سلطان شیر شاہ ولد
محمد شاہ ذات سید سکندریہ سیوال تحصیل پٹیوٹ ضلع
جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۱۹ ایکٹ
سدرجہ صدر گزارا ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ
۲۹ مارچ پیشی بمقام جیوٹ برائے سماعت
درخواست ہذا مسترد کی ہے۔ تمام قرضخواہان
سندریہ بالامقرض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے
روبرو مورخہ مذکورہ کو اصلتا حاضر ہونا چاہیے
تحریر مورخہ ۱۱
دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیمین
مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (دھرم عدالت)

لشہ درکار ہے

ایک احمدی دوست جو گورنمنٹ آف انڈیا کے
ایک محکمہ میں ملازم ہیں کی لڑکی کے لئے لشہ
جلد درکار ہے۔ لڑکی تعلیم یافتہ اور شہری تمدن
رکھنے والی ہے۔ لڑکا محکمہ احمدی اور
برسر روزگار ہو شیخ قانو کو کوکم ایسٹریڈ کو کوچ
دی جائے گی۔ خواہشمند صاحب نظران امور عامہ
کے اس بارے میں خط و کتابت فرمائیں۔
ناظر امور عامہ قادیان

جس کے لئے بہتر اور آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ ثانی امیرہ اللہ تعالیٰ کی
سندرجہ ذیل انگریزی۔ فارسی اردو کتب کے ٹیٹ خریدیں جن کی قیمتیں بہت ہی کم کر دی ہے۔ اور دنیا کے تمام بڑے
بڑے عالموں ناضلوں۔ مذہبی اور سیاسی لیڈروں کو بھجوائیں۔ اور شہرہ شہور لائبریریوں میں بھی رکھوائیں۔ تاکہ ہر ایک انہیں
پڑھے۔ اور اس نور سے نوری ہو۔ جو خدا کا مسیح اس زمانہ میں لایا۔

۶ انگریزی مجلد کتب کا سیٹ
جس کی پہلے ۱۸ روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب صرف ۵ روپیہ کر دی ہے
(۱) تفسیر و ترجمہ پارہ اول مجلد سنہری
(۲) چنگ آف اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۳) تعلیم مسیح انگریزی مجلد " " " "
(۴) احمدیت یعنی حقیقی اسلام مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی جس کا
ترجمہ آئرلینڈ سرچو دہری ظفر اللہ خاں صاحب کیا ہے
(۵) شرف پرنس آف دیلا مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی
(۶) سوانح حضرت مسیح موعود " " " "

سندرجہ بالا چھ کتابیں جو اپنے نادر مضامین کے علاوہ گاند
چھپائی۔ ٹائپ اور جلد بندی کے لحاظ سے بھی دیدہ زیب ہیں۔
اب ۱۸ روپیے کی بجائے صرف پانچ روپیہ میں ہی دے دی جائیگی
تاکہ دوست دنیا کے مختلف علاقوں میں انہیں آسانی کے ساتھ
تقسیم کر سکیں۔

۳ اردو مجلد کتب کا سیٹ
جس کی پہلے کبھی آٹھ روپیہ قیمت تھی مگر اب صرف اڑھائی روپیہ
(۱) کشتی نوح اردو مجلد مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۲) حقیقۃ الوحی مجلد " " " "
(۳) دعوت الامیر اردو مجلد مصنفہ حضرت خلیفہ ثانی پہلے کبھی ان کی
۸ روپیہ قیمت تھی۔ مگر دو ایک سال سے چار روپیے ۱۰ آنے کر دی
تھی۔ مگر اب تو عام اشاعت کی خاطر جلد بندھی بندھائی کتابیں صرف
چار روپیہ میں ہی دی جا رہی ہیں۔ دوستوں کو چاہیے کہ اس نادر
موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے اپنے علاقہ یا صوبہ کے مجتہد
سید الطبع لوگوں تک انہیں پہنچادیں۔ بلکہ مختلف پبلک لائبریریوں
میں بھی رکھوائیں۔ تاکہ ہر فاضل و عام فائدہ اٹھائے۔

۴ فارسی مجلد کتب کا سیٹ
اس کی پہلے چھ روپیہ قیمت تھی۔ مگر اب صرف ڈیڑھ روپیہ
(۱) لبتا نور مجلد عربی۔ فارسی۔ مصنفہ حضرت مسیح موعود
(۲) درشین فارسی۔ مکمل۔ مجلد " " " "

اس کتابی تبلیغ والی تجویز کے متعلق چند مزید باتیں

الحاج حضرت مولانا میر صاحب

سلسلہ حقہ احمدیہ کی اصل غرض دنیا کو صحیح اسلام کا پونچانا ہے۔ اور اس غرض کو اس زمانہ میں جس
بہترین طریق سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ وہ حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
کلام و پیغام کو لٹریچر کے ذریعہ چارہ انگ عالم میں شائع کرنا ہے۔ میری ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ دنیا کی ہر لائبریری میں ہاتھوں
متحرک آبادیوں (جہاں دول) میں جو ناپید انکارسندروں پر مشافل دنیا سے جدا کر کے ہر قوم و زبان و ملک و خیال کے صاحب تبلیغ
داہل علم مرد و عورتوں کو اپنے کتاب گھروں کے ذریعہ سے مشغول رکھتی ہیں۔ سلسلہ کی کتب پہنچادی جائیں۔ مجھے خوشی ہے کہ اس
مقصد کو پورا کرنے کے لئے ایک ڈپونے قدم اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ میں دوسری انگریزی اپنی طرف سے اور دو اپنی
بچیوں کی طرف سے خرید کر اس کا رخیہ میر، حصہ لیتا اور خواہش کرتا ہوں۔ کہ میر ایک سیٹ دنیا کے سب سے بڑے لائبریریوں اور ڈسٹر
الڈر کو بھیج دیا جائے۔ میں اپنے تمام دوستوں کو بھی ترغیب کرتا ہوں۔ کہ وہ مزور اس ثواب عظیم میں حصہ لیں۔

جناب لوی ارجمند خالص صاحب مولوی فضل
آپ کی کتابی تبلیغ والی سکیم انشاء اللہ تعالیٰ بہت موثر ہوگی۔ اگر سلسلہ
عالیہ احمدیہ کے مخلص احباب اس طرف توجہ فرمائیں۔ تو قوی امید ہے کہ نہایت
میں پہنچایا جاسکتا ہے۔ میری طرف سے ایک سیٹ اردو اور ایک سیٹ
تفیل عمر میں ہی اسلام اور احمدیت کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا جاسکتا ہے۔ مزید باتیں آئندہ شائع ہوں گی۔
فارسی کتابوں کا بھی مناسب جگہ بھیج دیں۔

خاکسار۔ ملک فضل حسین مہاجر کتب پوٹالیف و اشاعت قادیان

